AL-AHQAQ **Recognized by HEC in Y-Category**
https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/8 **ONLINE - ISSN- 3006-595X**
Volume.3, Issue.4 (2025) **PRINT - ISSN- 3006-5941**

علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ: احوال و آثار اور علمی خدمات

Allama Abdul Wahab Sharani (may Allah have mercy on him): His life, works and scholarly services

Dr. Shaukat Ali
Lecturer Al-Karam International Institute, Bhera
Email. shaukatali@akii.edu.pk

Dr. Abulhassan Muhammad Shah
Al-Karam International Institute Bhera
Emai. dean.fss@akii.edu.pk

Abstract

Allama Abd al-Wahhab al-Sha'rani represents a unique synthesis of knowledge and practice in Islamic intellectual history. He possessed profound mastery over diverse Islamic sciences and emerged simultaneously as an eminent Sufi and a jurist deeply grounded in the principles of Shariah. His khanqah functioned as a center for spiritual refinement, where remembrance of God, contemplation, and Qur'anic recitation nurtured the purification of the soul, while also serving as an academic space for the practical training of scholars in jurisprudence and the methodology of legal reasoning. A defining characteristic of al-Sha'rani's thought was his balanced and moderate approach to Sufism, coupled with a sustained effort to foster harmony and reconciliation among the four Sunni schools of law. His lived practice and extensive scholarly works stand as compelling evidence of his integrative vision, which sought to bridge spirituality and jurisprudence within a unified Islamic framework.

Keyword: al-Sha'rani, spiritual refinement, khanqah, eminent Sufi

اللہ تعالیٰ کچھ حضرات کو کثیر الجہات صفات سے نوازتا ہے وہ ایک ہی وقت میں مختلف علوم وفنون میں ماہر ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ صرف محدث ہوتے ہیں لیکن فقیہ نہیں ہوتے کچھ لوگ صرف فقیہ ہوتے ہیں محدث نہیں ہوتے۔ لیکن کچھ افراد فقیہ بھی ہوتے ہیں اور محدث بھی ہوتے ہیں۔ اسی طرح کچھ لوگ علم فقہ کے ماہر ہوتے ہیں لیکن علم تصوف کی طرف ان کا میلان کم ہوتا ہے۔ اور کچھ لوگ تصوف کی راہ کے عظیم سالک ہوتے ہیں لیکن علم فقہ میں ضرورت سے زائد علم کو ترک کردیتے ہیں۔ اس کے برعکس کچھ شخصیات کو علم الفقہ میں ملکہ حاصل ہوتا ہے اور

اسکے ساتھ ساتھ وہ علم تصوف کے بھی امام مانے جاتے ہیں۔ان شخصیات میں ایک نام امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ کا بھی ہے۔ جن کی ہمہ جہتی خدمات کو امت نے قبولیت کی سند عطا کی۔

احوال و آثار

نام و نسب اور کنیت

اللہ تعالیٰ کے بہت سے صفاتی اسماء ہیں جن میں سے ایک نام الوہاب ہے۔اس اسم گرامی کا قرآن کریم کی متعدد آیات کریمہ میں ذکر ہوا ہے۔ آپ کا نام اللہ تعالیٰ کے اس صفاتی نام کے ساتھ عبدالوہاب رکھا گیا۔

آپ کی دو کنیتیں مشہور ہیں ابوالمواہب، ابوعبدالرحمٰن۔ابوالمواہب کنیت آپ کی صفت کی وجہ سے ہے اور ابوعبدالرحمٰن آپ کے صاحبزادے کی وجہ سے ہے۔ آپ کے والد گرامی کا نام احمد، داداجان کا نام علی اور پرداد کا نام بھی احمد ہے۔ آپ کا پورا سلسلہ نسب "ھدیۃ العارفین أسماء المؤلفین وآثار المصنفین" میں اس طرح بیان گیا ہے:

عبد الْوَهَّاب بن احْمَد بن على بن احْمَد ابْن مُحَمَّد بن زرقا بن مُوسَى بن السُّلْطَان احْمَد التلمسانی۔[1]

نسبت

آپ کے نام کے ساتھ مختلف نسبتوں کو ذکر کیا جاتا ہے۔ آپ کا وطن چونکہ مصر تھا اس لئے آپ کو مصری کہا جاتا ہے اور آپ کی دوسری نسبت شعرانی ہے۔اس نسبت کی دو وجوہات بیان کی جاتی ہیں:

1. یہ شعر سے بنی ہے اور یہ نسبت عموماان افراد کی ہوتی ہے جن کے بال گھنے اور لمبے ہوتے ہیں جیسا کہ "المعجم الوسیط" میں اس کی وضاحت کی گئی ہے:(الشعراني) الْكثير الشّعْر الطويله۔[2]
2. یہ مصر کے ایک گاؤں ساقیہ ابی شعرہ کی طرف منسوب ہے چونکہ امام عبدالوہاب علیہ الرحمۃ نے اس گاؤں میں پرورش پائی اس لئے آپ کو شعرانی کہا جاتا ہے۔ تاج العروس میں ہے:

وساقِيَةُ أَبِي شَعْرَةَ: قرْيَةٌ من ضَواحِي مصر، وإِليها نُسِبَ القُطْبُ أَبو محمّدٍ عبدُ الوَهّاب بنُ أَحمد بن عليَ الحَنَفِيّ نَسَباً الشَّعْرَاوِيّ قُدِّس سِرُّه، صَاحب السرّ والتآليف۔[3]

شعرانی کا تلفظ اور اعراب

شعرانی کی شین پر زبر ہے اور عین ساکن ہے اس کے بعد راء پر زبر اور اس کے آخر میں نون ہے۔ "اللباب في تهذيب الأنساب" میں ہے:

الشعراني بِفَتْح الشين وَسُكُون الْعين الْمُهْملَة بعْدهَا الرَّاء الْمَفْتُوحَة وَفِي آخرهَا النُّون[4]

قبائلی نسبت انصاری ہے اور چونکہ آپ امام شافعی علیہ الرحمۃ کے مقلد ہیں اس لئے فقہی مسلک کی نسبت شافعی ہے۔

آپ کے نام کے ساتھ حنفی نسبت بھی استعمال کی جاتی ہے جس سے یہ شائبہ ہوتا ہے کہ شاید آپ علیہ الرحمۃ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ

اللہ علیہ کے مقلد ہیں لیکن در حقیقت یہ نسبت آپ کے نسب کی وجہ سے ہے کیونکہ آپ کا نسب خلیفہ چہارم حضرت سیدنا علی المرتضٰی شیر خدا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے صاحبزادے حضرت محمد بن حنفیہ تک جاتا ہے اس لئے آپ کو حنفی بھی کہا جاتا ہے جیسا کہ "الرسالۃ المستطرفۃ" میں اس کی تفصیل ان الفاظ سے بیان کی گئی ہے۔

وذكر هو في بعض كتبه أنه من ذرية محمد بن الحنفية أفضل أولاد سيدنا علي بعد السبطين۔[5]

زمانہ ولادت

آپ 27 رمضان المبارک 898ھ میں پیدا ہوئے ہے۔[6] آپ کی جائے ولادت قلقشندہ ہے جو کہ مصر کا ایک گاؤں ہے۔[7]

والد گرامی کا تعارف

علامہ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی علم و تقوی سے مزین شخصیت تھے۔ آپ کا شمار اپنے صاحبزادے کے ابتدائی شیوخ میں ہوتا ہے۔ آپ کا لقب شہاب الدین نام احمد اور والد گرامی کا نام علی ہے۔ اور آپ کی نسبت بھی شعرانی ہے۔ آپ علم فلکیات اور علم وراثت کے متبحر عالم تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ فن خطابت میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ کی مہارت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے ایک ایسا خطبہ مرتب کیا جس میں حرف الف کا استعمال بالکل نہیں کیا گیا۔ اس کی ابتداء میں آپ نے اللہ تعالی کی حمد و ثناء جس خوش اسلوبی سے کی ہے اس کو ملاحظہ کیا جاسکتا ہے:

حمدت ربي ورب كل مخلوق، بحمد عظيم، من قلب مومن صدوق سبح بحمده شجر ومدر وغيوم وبروق وشمس وقمر وبحر وبرّ في غروب مع شروق۔ قال ابنه: وصنف عدة مؤلفات في الحديث والنحو والأصول والمعاني والبيان، ونبهت كلها فلم يتغير، وقال: ألفناها لله فلا علينا أن ينسبها الناس إلينا أم لا .[8]

آپ کے صاحبزادے امام عبد الوہاب شعرانی نے فرمایا کہ آپ نے علم الحدیث، علم النحو، علم الاصول، علم المعانی اور علم البیان میں متعدد کتب تصنیف و تالیف کرنے کی سعادت حاصل کی۔ آپ کے خلوص وللّٰہیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ ہم نے ان کتب کو اللہ کی رضا وخوشنودی کے لئے تالیف کیا اور لوگ ان کی نسبت ہماری طرف کریں یا نہ کریں اس بات کی ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے۔ آپ کی وفات مصر کے گاؤں ساقیہ ابی شعرہ کے قریب ہوئی۔

تعلیم و تربیت

آپ علیہ الرحمۃ کی تعلیم کا آغاز قرآن کریم سے ہوا۔ اور آپ نے قرآن کریم کو حفظ کرنا شروع کیا اور سن تمیز میں ہی حفظ کی تکمیل کی سعادت حاصل کر لی جیسا کہ آپ نے اپنی کتاب "لطائف المنن والأخلاق" کے پہلے باب میں اپنے اوپر انعامات ربانی کے ذکر میں اس بات کو ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا:

تم حفظى للقرآن العظيم وانا فى سن التميز۔[9]

آپ رحمۃ اللہ علیہ ابھی بچپن کے زمانے میں ہی تھے کہ آپ کے والد گرامی کا وصال ہو گیا[10]۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر بارہ برس

ہوئی تو آپ قاہرہ منتقل ہوگئے۔[11]

اساتذہ ومشائخ

آپ نے جن شیوخ سے استفادہ کیا ان میں سے چند درج ذیل ہیں۔

i. **علامہ ابن نجیم**

آپ کا نام زین العابدین والد گرامی کا نام ابراہیم اور دادا جان کا نام محمد اور پر دادا کا نام نجیم ہے آپ اپنے پر دادا کے نام سے ہی ابن نجیم مشہور ہوئے۔ حنفی المسلک تھے۔ آپ نے شرف الدین بلقینی، شہاب الدین شلبی، شیخ امین الدین عبد العال سے علم حاصل کیا۔ آپ کے اساتذہ نے آپ کو افتاء اور تدریس کی اجازت عطاء فرمائی اور آپ علیہ الرحمۃ ان کی زندگی میں ہی تدریس بھی کرتے رہے اور افتاء کا فریضہ بھی سرانجام دیتے رہے اور آپ سے کثیر مخلوق نے استفادہ کیا۔ آپ نے طریقت کی تعلیم وتربیت عارف باللہ سلیمان خضیری سے حاصل کی۔ علامہ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے ساتھ دس سال گزارے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ میں کوئی ایسی چیز نہیں دیکھی جو آپ کے دامن کو داغدار کرے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے ساتھ 953ھ میں حج کیا اور سفر میں آپ علیہ الرحمۃ کے اخلاق سے بہت متاثر ہوئے۔ آپ علیہ الرحمۃ کا وصال 969ھ کو ہوا۔[12]

ان کی ایک مشہور تصنیف "الاشباہ والنظائر علی مذھب ابی حنیفۃ النعمان" ہے جو فقہ حنفی کے اصولوں پر ایک مفصل کتاب ہے۔اس کتاب میں انہوں نے قانونی موازنہ اور قانونی استدلال کی تفصیلات فراہم کی ہیں جو فقہی مباحث میں کلیدی حوالہ کے طور پر استعمال ہوتی ہے اور دوسری مشہور کتاب "النھر الفائق فی شرح الکنز الدقائق" جو فقہ کی معروف کتاب کنز الدقائق کی شرح ہے۔

ii. **علی بن خلیل مرصفی**

امام عبد الوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ کے شیخ طریقت میں سے ایک نام علی بن خلیل مرصفی کا ہے۔ آپ کا لقب نورالدین ہے۔ آپ مصر کے رہنے والے ہیں۔ شافعی المسلک تھے۔ آپ کا اہل تصوف میں روشن نام ہے۔ آپ کی تالیفات میں سے "منهج السالك إلى أشرف المسالك-"، "مقاصد السلوك من الرسالة القشيرية "، "أحسن التطلاب " اور " كشف غوامض المنقول من مشكل الآيات والآثار وأخبار الرسول" مشہور ہیں آپ کا وصال قاہرہ میں ہوا۔[13]

iii. **علی بن عبد اللہ الشونی**

آپ کا نام علی والد گرامی کا نام عبد اللہ ہے نورالدین کے لقب سے ملقب ہیں۔ شافعی المسلک تھے۔ تصوف میں اعلی مقام پر فائز تھے۔ امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ نے حضور سید عالم ﷺ کی ذات بابرکات پر درود پاک پڑھنے کے حوالے سے ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام ": مصباح الظلام بالصلاۃ والسلام علی خیر الانام" رکھا۔ آپ کا وصال 944ھ کو ہوا[14]۔

آپ کی اولاد

عبدالرحمٰن

آپ کی اولاد میں سے آپ کے بیٹے عبدالرحمٰن کا تذکرہ ملتاہے۔یہ بھی استاد اور صالح انسان تھے۔آپ حسن صورت وحسن سیرت سے مزین تھے۔جب امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ کاوصال ہوا تو ان کی درگاہ کے جملہ انتظامی معاملات انہوں نے سنبھال لئے۔آپ کاوصال 1011ھ میں ہوا۔اور آپ کی تدفین اپنے والد گرامی علیہ الرحمۃ کی درگاہ کے قریب باب الشعریۃ یاشعراوی میں ہوئی۔امام شعرانی کی ایک کنیت اپنے اس صاحبزادے کے نام پر ابوعبدالرحمٰن ہے۔

خليل المصري

آپ کے نواسوں میں سے ایک خلیل مصری ہیں۔یہ ابولفتوح کے لقب سے ملقب تھے۔شافعی المسلک تھے۔1107ھ کو الفیوم شہر میں پیداہوئے اور مصر منتقل ہوگئے اور عالم اسلام کے مشہور تعلیمی ادارے جامعۃ الازہر سے علم حاصل کیا۔آپ عالم،فاضل،صالح اور شعر وادب سے شغف رکھنے کے ساتھ ساتھ تمام علوم کے محقق تھے۔آپ بہت سی تالیفات اور قصائد کے مولف وناظم تھے۔آپ کی تالیفات میں تصوف کے موضوع پر ایک رسالہ نظم کی صورت میں ہے جس کانام "دوام الراحات في اتخاذ الخلوات"ہے۔ایک رسالہ فرقہ اسماعلیہ کے رد میں لکھاجس کانام "السطوة العدلية بالفرقة الإسماعيلية"رکھا۔یہ تقریباچار سواشعار پر مشتمل ہے۔آپ کی ایک اور تالیف علم العروض پرہے۔یہ کتاب بہت عمدہ ہے اور اس سے استفادہ بھی بہت زیادہ کیاگیاہے۔آپ کی علم الحدیث پر بھی ایک کتاب ہے جس میں امام عبدالوہاب شعرانی اور امام نووی علیہ الرحمۃ کے افادات کو بیان کیاگیاہے۔

علامہ شعرانی کی عملی زندگی

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی عملی زندگی فقہ وتصوف کے ارتباط کا عملی نمونہ ہے۔آپ نے اپنے زمانے کے مشہور فقہاءاور صوفیہ سے علوم ظاہری وباطنی حاصل کیے۔امام شعرانی نے اپنے زمانے کے منتخب علماء شریعت اور مشائخ طریقت سے علم حاصل کیا۔[15] اور اپنے زمانے کے صوفیہ کے احوال ومشارب سے آگاہی حاصل کی۔اپنے دور کے مشہور صوفی بزرگ الشیخ علی الخواص رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ زندگی کا طویل حصہ گزارا۔امام شعرانی انہی کے متعلق فرماتے ہیں:

> هوشيخي و استاذى سيد على الخواص البرلسى رضى الله عنه ورحمه"[16]
>
> شیخ علی خواص رحمۃ اللہ علیہ میرے شیخ اور میرے استاد ہیں۔آپ نے بظاہر کسی استاد کے پاس نہیں پڑھا نہ آپ پڑھ سکتے تھے اور نہ ہی لکھ سکتے تھے مگر قرآن عظیم اور سنت مبارکہ کے حوالے سے اپنی طرف سے ایسی گفتگو کرتے تھے کہ علماء بھی حیران رہ جاتے۔[17]

اسی طرح اپنے زمانے کے ایک صوفی بزرگ حضرت شیخ نورالدین مرصفی(930ھ)سے بھی آپ نے علوم تصوف اور علوم شریعت و حقیقت حاصل کیے۔اپنی بہت ساری تصنیفات میں امام صاحب نے ان کی طرف اشارہ کیاہے۔لوگ ان کو اپنے زمانے کا جنید بغدادی سمجھتے تھے۔حضرت شیخ شناوی(932ھ)جو اکابر عارفین اور مشائخ کے ائمہ میں سے تھے ان سے بھی علوم ظاہری وباطنی حاصل کیے۔انکی بیعت کی انھوں

نے آپ کو خرقہ خلافت عطا کیا اور مریدین کی تربیت کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ایسے ہی شیخ زکریا انصاری (926ھ) جو عالم شریعت اور ولی کامل تھے یعنی فقہ و تصوف دونوں کے ماہر اور جامع شخصیت تھے ان سے فقہ اور تصوف دونوں حوالوں سے استفادہ کیا۔ حدیث طیبہ کے حوالے سے امین الدین بن نجار (929ھ) سے علم حاصل کیا صحاح ستہ اور دیگر کتب حدیث کے حوالے سے علو الاسناد میں ان کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

ڈاکٹر توفیق طویل فرماتے ہیں کہ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خانقاہ قائم کر رکھی تھی جس میں آپ قیام کرتے اور وہ آہستہ آہستہ لوگوں کی قرار گاہ بن گئی اور طالب علموں کے لیے مدرسہ کی شکل اختیار کر گئی، مجاہدہ و ریاضت میں مصروف رہنے والوں کے لیے چلہ گاہ تھی، نمازیوں کے لیے مسجد اور غرباء و فقراء کے لیے لنگر خانہ یعنی مسافر وہاں اگر قیام کرتے، طلباء علم حاصل کرتے، مجاہدہ و ریاضت کی تربیت پانے والے مجاہدہ میں مصروف رہتے، نمازی وہاں نماز ادا کرتے اور غرباء و فقراء کو وہاں سے کھانا میسر آ جاتا۔ آپ نے اسکی آبادی کے لیے قراء، ائمہ اور خطباء کا تقرر فرما رکھا تھا جبکہ موذن بھی ان کے علاوہ تھے۔ اسکی وجہ سے امام شعرانی کی نیکی و اطاعت دور دور تک پھیل گئی اور اصحاب وسعت و ثروت اپنے عطیات، تحائف، صدقات اور خیرات کو اس خانقاہ میں بخوشی خرچ کرتے۔ اس خانقاہ میں مجلس ذکر و فکر، تلاوت قرآن، تعلیمات تصوف کے حلقات اور کتب فقہ کی قرات کے باقاعدہ حلقے قائم تھے۔

گویا امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ خود بھی علم ظاہر و باطن یعنی فقہ و تصوف کے جید امام ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے مریدین کی تربیت بھی اسی نہج پر کرتے رہے کہ انھیں ایک جانب تو تلاوت و ذکر اور تصوف و تزکیہ کے ذریعے منازل سلوک طے کرواتے نظر آتے ہیں تو دوسری جانب کتب فقہ اور علم شریعت بھی اس طرح سکھاتے اور پڑھاتے ہیں کہ وہ شریعت و طریقت دونوں کی عمدہ تعلیمات آپ سے ہی حاصل کر کے ایک زمانے کو اپنے فیوض و برکات سے مستفید و مستنیر کرتے ہیں۔ ڈاکٹر توفیق طویل لکھتے ہیں:

> "هكذا نرى ان زاوية الشعرانى كانت تحفل بالقراء فى الفقه والحديث و التفسير والنحو ومااليها من ادوات العلوم الشريعة واكتظت بالقراء فى التصوف والمقيمين على ذكر الله او قراءة الحزب ونحوه مما حمل ا هل الفضل فى عصره على ان يصرحوا بانهم لم يروا فى مشارق الارض ومغاربها خيرا من زاويته علما وفضلا وتصوفا وادبا"[18]

ہم نے یوں ہی دیکھا کہ امام شعرانی کی خانقاہ پر فقہ، حدیث، تفسیر، نحو اور دیگر علوم شرعیہ کے پڑھنے کے حوالے سے محافل منعقد رہتیں اور تصوف، ذکر اللہ اور وظائف پڑھنے کے حوالے سے یہ خانقاہ مصروف رہتی یہاں تک کہ آپ کے زمانے کے اہل علم و فضل نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ انھوں نے مشرق و مغرب میں علم، فضل، تصوف اور ادب کے حوالے سے آپ کی خانقاہ سے زیادہ بہتر جگہ نہیں دیکھی۔

اس خانقاہ کی سرگرمیوں پر امام شعرانی خود مسرت کا اظہار کرتے ہیں کہ لوگ ان کی خانقاہ میں قرآن و حدیث پڑھتے ہیں۔

> "قد فاخر الشعراني بأن الذين يقرون القرآن والحديث في زاويته يواصلون القرءاة ليلا ونهارا فلا يفرغ قارى من القرأة في التصوف ولا ينتهى هذا حتى يليه قارئ أخر في كتب الفقة وهكذا سحابة النهار وطيلة الليل من غير انقطاع "[19]

امام صاحب اس وجہ سے خوشی محسوس کرتے کہ جو لوگ آپ کی خانقاہ میں قرآن و حدیث پڑھتے ہیں وہ رات، دن مسلسل پڑھتے

رہتے ہیں ایک شخص تصوف کی تعلیمات کا بیان ختم نہ کرتا کہ دوسرا کتب فقہ کو پڑھنا شروع کر دیتا اور یوں ہی بغیر کسی وقفہ کے سارا دن اور ساری رات یہ سلسلہ خیر جاری رہتا۔

علمی مقام و مرتبہ

امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ شافعی المسلک ہیں لیکن آپ نے مذاہب اربعہ کی کتب کا مطالعہ کیا اور ان میں سے پہلے وہ مسائل الگ کیے جن پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے، پھر وہ مسائل جن پر ائمہ ثلاثہ متفق ہیں۔ اور آپ ان مسائل پر عمل کرنے کو ترجیح دیتے تھے جن پر تمام ائمہ متفق ہیں۔ فرماتے ہیں:

مطالعتي لكتب أئمة المذاهب الثلاثة زيادة علي مذهبي، وذلك لما تبحرت في مذهب الإمام الشافعي رضي الله عنه وأرضاه احتجت إلى معرفة المسائل المجمع عليها بين الأئمة أو التي اتفق عليها ثلاثة منهم، وذلك لأجتنب العمل بما منعوه وأمتثل أمرهم فيما أمرونا به، وإن لم يكن مذهبي فاعمل بما اجمعوا عليه أو اتفق عليه ثلاثة منهم علي وجه الاعتناء والتأكيد أكثر مما انفرد به واحد أو إثنان، لأن ما أجمعوا عليه ملحق بنصوص الشارع صلي الله عليه وسلم[20]

"میں نے اپنے شافعی مذہب کے علاوہ باقی تینوں مذاہب کی کتب کا مطالعہ کیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ جب مجھے مذہب شافعی میں مہارت تامہ حاصل ہو گئی تو میں نے ضروری سمجھا کہ ان مسائل سے آگاہی حاصل کروں جن پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے یا کم از کم ائمہ ثلاثہ کا تا کہ مجھے ان کے اوامر کا امتثال اور ممنوعات سے اجتناب نصیب ہو اور حسب استطاعت میرا ہر عمل ان کے ارشادات کے مطابق ہو اور میرے کسی فعل میں ائمہ کی مخالفت لازم نہ آئے کیونکہ جن امور پر ائمہ فقہ کا اجماع ہو گا وہ نصوص شارع سے ملحق ہوں گے" امام شعرانی بطور تحدیث نعمت فرماتے ہیں:

و مما أنعم الله تبارك وتعالى به عليّ: كثرة توجيهي و تقريري لجميع مذاهب المجتهدين حين تبحرت في علومهم حتي كاني في حال تقريري لها واحد منهم والمنادى ربما ظن الداخل علّي أنا أقرر في مذهب ذلك الإمام أنني حنفي أو حنبلي أو مالكي والحال أنني مقلد للإمام الشافعي رضي الله عنه وأرضاه، و ذلك لإحالطتي بمنازع أقوال الأئمة رضي الله تعالي عنهم و اطلاعي علي أدلتها، وربما قال بعض المتهورين عني إن فلانا لا يتقيد بمذهب على وجه الذم والتنقيص والحال أنني إنما أقرر مذاهب الأئمة لوسع اطلاعي، لا تهوراً في الدين وتتبعا للرخص، وأصل ذلك أني لما صنفت كتب أدلة المذاهب رأيت جميع المجتهدين لا يخرجون عن السنة في شيء، إنما هم بين مشدد و مخفف فمنهم من أخذ بصريح الحديث أو القرآن و منهم من أخذ بمفهومهما، ومنهم من أخذ بما استنبط منهما، ومنهم من أخذ بما استنبط من ذلك المفهوم ومنهم من أخذ بالقياس الصحيح على الأصل الصحيح فكان مذاهبهم رضي الله تعالي عنهم منسوجة من الشريعة المطهرة، سداها ولحمتها منها. وقد وضعت في الجمع بين أقوال الأئمة رضي الله تعالى عنهم

أجمعين ميزاناً ترجع جميع مذاهب المجتهدين و أقوال مقلديهم إلى الشريعة المطهرة، لم أجد لها ذائقا من أهل عصري وقد استعارها الشيخ شهاب الدين شلبي الحنفي، فكمثت عنده أياما ثم أتاني بها، وقال: هذه خصوصية لك، فاني لم أقدر أخرج عن دائرة كلام مذهبي. فقلت له: هل هي باطلة، فقال: صولة كلامها ليست بصولة مبطل۔[21]

"اور ان انعامات میں سے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کیے ہیں ایک یہ بھی ہے کہ جب ائمہ مجتہدین کے مذاہب فقہ میں مجھے مہارت حاصل ہو گئی تو ان جملہ مذاہب فقہ کی توجیہات اور تقاریر اس طرح کرتا تھا کہ توجیہ و تقریر کے وقت ان مجتہدین میں سے ایک سمجھا جاتا تھا اور اگر کوئی حنفی مذہب کی توجیہ و تقریر کرتے وقت آتا تو مجھے حنفی سمجھتا۔ اسی طرح مذہب حنبلی کی تقریر کے وقت حنبلی اور مذہب مالکی کی توجیہ و توضیح کے وقت مجھے مالکی سمجھا جاتا۔ حالانکہ میں امام شافعی کا مقلد ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں تمام ائمہ مجتہدین کے اقوال کے مناشی اور اصول سے پوری طرح واقف ہو گیا ہوں اور ان کے تمام دلائل کا احاطہ کر لیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض دریدہ دہنوں نے میرے بارے میں یہ بہتان لگایا کہ یہ کسی خاص مذہب فقہ کا پابند نہیں ہے۔ حالانکہ میں تو وسعت معلومات کی وجہ سے ایسا کرتا تھا۔ در اصل بات یہ ہے کہ جب میں نے ادلہ مذاہب کی کتب تالیف کیں تو مجھے معلوم ہوا کہ کوئی مجتہد کسی امر میں سنت رسول اللہ ﷺ کے علم سے باہر نہیں ہے بلکہ تمام ائمہ مجتہدین تشدید و تخفیف یعنی رخصت و عزیمت کے بین بین ہیں کیونکہ کسی مجتہد نے صریح قرآن و حدیث کو لے لیا، کسی نے ان دونوں کے مفہوم کو لے لیا، کسی نے ان دونوں سے مستنبط ہونے والے حکم کو لیا، کسی نے قرآن و سنت کے مفاہیم سے مستنبط ہونے والے حکم کو لیا اور کسی نے اصل صحیح پر مبنی قیاس صحیح کو اختیار کیا۔ تو گویا تمام ائمہ مجتہدین کے مذاہب فقہ شریعت مطہرہ سے بنے ہوئے ہیں اس طرح کہ ان سب کا تانا بانا شریعت سے ہے۔ اور تمام ائمہ کے اقوال جمع کرنے میں میں نے ایک میزان قائم کی ہے جو تمام مجتہدین و مقلدین کے اقوال کو شریعت مطہرہ کی طرف لوٹا دیتی ہے۔ میں نے اپنے زمانے میں کسی صاحب علم کو اس سے وابستہ نہ پایا۔ شیخ شہاب الدین شلبی حنفی ایک مرتبہ اسے عاریۃ لے گئے چند دن مطالعہ کرنے کے بعد میرے پاس لائے اور کہنے لگے کہ یہ آپ ہی کی خصوصیت ہے ورنہ میں تو اپنے مذہب فقہ کے دائرہ سے باہر گفتگو نہیں کر سکتا۔ میں نے ان سے پوچھا تو کیا یہ باطل ہے؟ فرمانے لگے: اس کی صولت علمی باطل جیسی نہیں ہے"

علامہ شعرانی کے علمی اثرات

علامہ شعرانی نے تمام علوم اسلامیہ میں بالعموم اور فقہ و تصوف میں بالخصوص گہرے، دور رس اور متنوع اثرات چھوڑے ہیں اس حوالے سے ان کے علمی اثرات کو مختصراً درج نکات میں دیکھا جا سکتا ہے:

1. فقہ کے مذاہب اربعہ میں یگانگت اور ہم آہنگی پیدا کرنا

علامہ شعرانی نے **"المیزان الکبری "** میں مذاہب اربعہ کے اختلافات کو امت کے لیے مفید بتایا ہے اور امت کے لئے اس اختلاف کے رحمت ہونے کو واضح کیا ہے آپ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ تمام ائمہ حق پر ہیں، اور ان کے اختلافات میں تطبیق ممکن ہے اور اس پر انھوں نے عملی کام بھی کیا ہے جس نے امت میں سے فرقہ واریت کے خاتمے کیلئے اہم کردار ادا کیا ہے۔[22]

2. **تصوف اور سلاسل تصوف میں اعتدال پر زور دینا**

علامہ شعرانی نے تصوف کی اصل قرآن و سنت کو قرار دیا ہے اور اس تصوف کو معتبر مانا ہے جو قرآن و سنت کی تعلیمات کے مطابق ہے۔ متصوفین کی بدعات و غلو کو رد کیا ہے اور اس کو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، شیخ علی الخواص، حضرت جنید بغدادیؒ، امام شاذلیؒ اور دیگر صوفیاء کی تعلیمات اور اقوال کی روشنی میں پیش کیا ہے اور انھوں نے تصوف کو غلط اور باطل نظریات سے پاک کیا اور سلاسل تصوف میں وحدت اور اعتدال پیدا کرنے کی شعوری کوشش کی ہے۔

3. **فقہ اور تصوف میں ربط پیدا کرنا**

علامہ شعرانی کا بہت بڑا علمی کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے شریعت یعنی فقہ جس کو علم ظاہری سے تعبیر کیا جاتا ہے اور تصوف جس کو علم باطنی سے تعبیر کیا جاتا ہے باہم جوڑ دیا ہے۔ آپ اپنے شیخ زکریاؒ کا قول نقل کرتے ہیں:

"من ظن ان احد امن ائمه الفقهاء والصوفية کا ن جاهلا بادلة الشريعة فهو الجاهل لانهم ماوصلو االى مقام الاجتهاد المطلق الابعد التضلع من الا دلة كماان الصوفية لم يصل احد منهم الى علم الحقيقة حتى اطلع على علوم الشريعة"[23]

ان کے اس علمی کارنامے نے امت میں اعتدال، رواداری، روحانی تجدید اور فکری اتحاد کی نئی راہیں کھولیں ہیں۔ ان تمام علمی اثرات کو علامہ شعرانی کی تصنیفات میں واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے اس سارے علمی کام کا مختصر تعارف مصنفات شعرانی کے عنوان سے ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

مصنفات شعرانی

علامہ صاحب کی تصنیفات کی تعداد تین سو کے قریب ہے جن میں سے کچھ مطبوعہ ہیں اور اکثر غیر مطبوعہ ہیں ذیل میں مطبوعہ کتب میں سے چند کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے:

i. لواقح الأنوار القدسية فی بيان العهود المحمديهﷺ

اس کتاب کا آغاز آپ نے اخلاص نیت پر ابھارنے، سنت نبوی پر عمل کی ترغیب اور نبی کریم ﷺ کی اتباع پر ابھارنے سے کیا ہے اس کے بعد علوم شرعیہ کے حصول اور حصول علم میں اپنی پوری کوشش صرف کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد فقہ کے ابواب قائم کیے ہیں۔ آغاز طہارت یعنی وضو سے کیا ہے وضوء میں مسواک کے استعمال کی فضیلت بیان فرمائی اور وضو کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا ارشاد:

"ان امتی يدعون يوم القيامة غرأ محجلين من آثار الوضو[24]"

کو ذکر کیا ہے۔ یعنی قیامت کے دن میرے امتی آثار وضوء کی وجہ سے چمکتے اعضاء کے ساتھ آئیں گے۔ اس کے بعد ارکان اسلام کا بیان ہے۔

وجہ تالیف کتاب

اس کتاب کی تالیف کا سبب خود امام شعرانی نے یوں بیان کیا ہے:

"وكان الباحث لى على تأليفه ما رأيته من كثرة تفتيش الإخوان على مانقص من دنياهم ولم أر أحدا منهم يفتش على ما نقص من أمور دينه الاقليلا ، فأخذ نى الغيرة الإيمانية عليهم و على دينهم فوضعت هذا الكتاب المنبه لكل انسان على ما نقص من أمور دينه"[25]

آپ فرماتے ہیں کہ اس کتاب کی تالیف کا سبب یہ تھا کہ میں نے دیکھا کہ ہمارے (مسلمان) بھائی اپنے دنیوی امور میں کمی، کوتاہی پر بڑی تحقیق و تفتیش کرتے ہیں جبکہ میں نے ان میں سے کسی کو بھی اپنے دینی امور میں ہونے والی کوتاہیوں کے حوالے سے بہت کم متفکر پایا۔ میری غیرت ایمانی نے مجھے مجبور کیا تو میں نے یہ کتاب لکھ دی جو ہر انسان کو اس کے دینی امور میں کی جانے والی کوتاہی پر خبردار کرنے والی ہے۔

اس کتاب کے دو حصے ہیں:

i. پہلا حصہ اوامر الٰہی پر مشتمل ہے۔

ii. دوسرا حصہ نواہی سے اجتناب پر مشتمل ہے۔

ii. الأجوبة المرضية عن آئمة الفقهاءوالصوفية

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب فقہ و تصوف کے باہمی ربط کو بیان کرتی ہے اس میں علامہ صاحب نے بڑے خوبصورت پیرائے میں فقہاء وصوفیہ کے حوالے سے تعلیمات اسلام کو بیان کیا ہے یہ امام صاحب کا مخطوط تھا جس کی تحقیق ڈاکٹر عبدالباری محمد داؤد نے کی اور مصر کے مکتبہ ام القری سے اسے شائع کیا۔

ڈاکٹر عبدالباری محمد داؤد نے اس مخطوط کو طویل عرصہ تک تلاش کیا وہ سکندریہ، مغرب اور قاہرہ کی لائبریریوں میں، اسی طرح طنطنا کی مسجد احمدی، معہد احمدی اور قصر الثقافۃ میں بھی گئے۔ انہوں نے اسے تلاش کیا مگر وہ اسے پانے میں کامیاب نہیں ہوئے۔ انہوں نے اپنی تحقیق جاری رکھی جس کے نتیجے میں انہوں نے قاہرہ میں قسم المخطوطات میں موجود مخطوطات کی فہرست میں ان کو دو نسخوں کے بارے میں پتہ چلا اور جامعہ ازہر میں اس کا ایک نسخہ انہیں ملا، یوں ڈاکٹر عبدالباری محمد داؤد کو مخطوط کے تین نسخوں تک رسائی حاصل ہوگئی۔ ان تین نسخوں کے نمبرز بھی انہوں نے درج کیے ہیں ایک کا نمبر تصوف 114، دوسرا تصوف 25 اور تیسرا نسخہ دو نمبرز کے ساتھ تھا خصوصی نمبر 821 اور عمومی نمبر 33435 تھا۔

ڈاکٹر عبدالباری نے ان نسخوں پر تحقیق کرنے کے لیے اپنی رموز بنائیں جو یہ ہیں مخطوط نمبر ایک جس کا نمبر تصوف 114 تھا اس کے لیے (ب) کی رمز بنائی اور تصوف 25 کے لیے (ج) جبکہ 821 خصوصی اور 33435 عمومی کے لیے (ھ) کی رمز بنائی اور پھر ان مخطوطات کے لیے عنوانات بنائے جو درج ذیل ہیں:

جس کے لیے (ب) کی رمز ہے اس کا عنوان یہ ہے:

"هذا كتاب الاجوبة المرضية عن ائمة الفقهاء والصوفية وبيان مع تمييز به القوم من العلوم والاخلاق تاليف مولانا كتب الرباني والعارف الصمداني العارف بالله تعالىٰ الشيخ عبد الوهاب بن احمد الشعرانى نفعنا الله تعالىٰ به آمين"[26]

اور (ھ) کی رمز والے نسخے کا عنوان جو اس کے پہلے صفحے پر مکتوب ہے:

"كتاب الاجوبة المرضية عن قواعد الصوفية للكتب الرباني الشيخ عبد الوهاب الشعراني رضي الله عنه آمين"ہے۔[27]

اور (ج) کی رمز والے نسخے کے پہلے صفحے پر یہ عنوان مرقوم ہے:

"كتاب الاجوبة المرضية عن ائمة الفقهاء والصوفية رضي الله عنهم اجمعين وبيان ما تميز به القوم من العلوم والاخلاق تاليف العبد الفقير الى الله تعالىٰ عبد الوهاب احمد بن علي الشعراني عفي الله عنه وعن والديه و عن جميع المسلمين آمين"۔[28]

تینوں مخطوطات کے اوراق کی تعداد بھی محقق نے بتائی ہے نسخہ ب کے 279 اوراق ہیں ھ کے 188 اور ج کے 229 اوراق ہیں۔[29]

اسلوب و منہج

مقدمہ میں علامہ شعرانی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ علوم وفنون جو علماء وصلحاء اور فقہاء کو حاصل ہوتے ہیں ان کا انکار وہ آدمی کر سکتا ہے جو کتاب و سنت، اجماع امت اور ان سے ثابت و متفرع ہونے والے مذاہب اور علماء وفقہاء کے درمیان وقوع پذیر ہونے والے اختلافات پھر دلائل کی بنیاد پر جو احکام عقلیہ کا وجوب، حرمت اور جواز وعدم جواز کے ثبوت سے مکمل طور پر واقف و آگاہ ہو اور پھر فرماتے ہیں:

"فكيف لاحد من اهل هذا الزمان ان يحيط علما بجميع ما ذكرناه حتى ينكر على العلماء ويقول هذا خارج عن الشرعية وعاذب فان ما ينكره صاحب مذهب واحدة قد يوافق اكثر المذاهب[30]"

کہ اس دور میں کسی شخص کے لیے کیسے ممکن ہے کہ وہ مذکورہ بالا تمام علوم کا احاطہ کیے ہوئے ہو یہاں تک کہ وہ علماء کا رد کرے اور یہ کہہ سکے کہ یہ علم تو شریعت سے خارج اور دور ہے کیونکہ جس مسئلے کا کوئی ایک مذہب والا انکار کرتا ہے تو اکثر مذاہب تو اس پر متفق ہوتے ہیں۔

اور دوسری بات جس کی علامہ شعرانی نے وضاحت کی وہ سوء ظن ہے آپ کے نزدیک علماء اور ان کے متبعین کے بارے میں سوء ظن سے اجتناب بہت ضروری ہے کیونکہ اہل اسلام کے بارے میں سوء ظن تو عذاب باری تعالیٰ اور غضب باری تعالیٰ کا سبب ہے کیونکہ اسلام میں سوء ظن کی ممانعت ہے بلکہ مسلمانوں کے بارے میں حسن ظن کا حکم اور ترغیب ہے لہٰذا علامہ شعرانی کے نزدیک تمام ائمہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت اور حق پر ہیں لہٰذا ایسا شخص جس کو خود اپنے بارے میں قطعی و حتمی طور پر معلوم نہیں کہ اس معاملے میں وہ سچا ہے یا جھوٹا تو وہ کیسے ان علماء وفقہاء اور صلحاء کی تردید کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق اور ہدایت پر ہیں۔

اس پر علامہ صاحب نے احادیث بھی ذکر کی ہیں :

i. "نهيت عن قتل المصلين"[31] کہ نمازیوں کے قتل سے مجھے روکا گیا ہے۔

ii. "فتبا لمن هو له محارب و تعساً لمن أساء بهم الظن قياسا على نفسه وهو للشر جالب"[32] سو جو نمازیوں کے خلاف جنگ کرنے والا ہے اس کے لیے بربادی ہے اور اس کے لیے ہلاکت ہے جو اپنے آپ پر قیاس کرتے ہوئے ان کے بارے میں سوء ظن رکھتا ہے اور یہ عمل برائی کو لانے والا ہے۔

اس کے بعد ایک حدیث قدسی ذکر کی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

"من عاد لي وليا فقد بارزني بالمحاربة[33]"

جس نے میرے ولی کے ساتھ دشمنی کی تو اس نے میرے ساتھ اعلان جنگ کیا۔

پھر ارشاد فرماتے ہیں :

"وهذا الكلام وان كان في اولياء الاختصاص عند بعضهم فحكمه جار في احاد المسلمين لقوله تعالى الله: ولي الذين امنوا[34]"

یہ کلام اگرچہ بعض لوگوں کے نزدیک اولیاء کرام کے ساتھ خاص ہے پھر بھی اس کا حکم ہر مسلمان کے لیے عام ہے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اللہ تعالی ایمان والوں کا ولی ہے۔

محققین کے نزدیک صوفی وہ ہوتا ہے جو اخلاص کی بنیاد پر اپنے علم کے مطابق عمل کرتا ہے اور ان سے جو کرامات و اشارات کا ظہور ہوتا ہے وہ کتاب و سنت پر عمل کا نتیجہ ہے۔

یہ کتاب ایک مقدمہ اور 10 ابواب پر مشتمل ہے۔ مقدمہ میں امام صاحب نے بہت سے علوم کا تذکرہ کیا ہے[35] جن کا مطالعہ بے حد دلچسپ ہے اس سے امام شعرانی کے علمی مقام و مرتبہ کا اندازہ ہوتا ہے کہ کس طرح انہوں نے علوم کو تقسیم کیا اور ان علوم کو ذکر کرنے کا سبب یہ ہے کہ امام صاحب کے نزدیک فقہاء یا صوفیہ کے علوم کو قران و سنت کے خلاف کہنے یا سمجھنے والے کو پہلے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ علوم کون کون سے ہیں؟ پھر اگر فقہاء کے بالعموم اور صوفیہ کے علوم بالخصوص ان سے خارج ہیں تو اعتراض بنتا ہے لیکن اگر صوفیہ کے علوم انہیں علوم کا حصہ ہیں تو پھر اعتراض کرنے والے کو اپنی کم علمی کا اعتراف کرنا چاہیے نہ کہ ان علماء و صلحاء پر اعتراض اور تنقید۔

پھر کچھ علوم ایسے ہیں جو حاصل کرنے سے حاصل ہوتے ہیں اور کچھ علوم ایسے ہیں جو اللہ تعالی نے فطرت میں رکھ دیے ہیں اور ان کے حصول کے لیے کوئی محنت و کاوش نہیں کرنا پڑتی وہ ہر انسان کو بلکہ اللہ تعالی کی تمام مختلف مخلوقات کو حاصل ہوتے ہیں جیسے بولنا، اب جانوروں کو بولیاں کون سکھاتا ہے؟ وغیرہ

اپنی کتاب کے مقدمہ میں ان دس ابواب کی تفصیلات خود امام شعرانی نے بیان کی ہیں جن کی تفصیلات درج ذیل ہیں[36]۔

پہلا باب:۔ اس میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ تمام ائمہ فقہاء اور صوفیہ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ تصوف کوئی شریعت سے خارج چیز کا نام نہیں ہے بلکہ یہ شریعت کی حقیقت ہے۔

دوسرا باب:۔ اس باب میں لوگوں کی اس غلط فہمی کا ازالہ کیا گیا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ صوفیہ صرف عبادت گزار لوگ ہوتے ہیں اور یہ عارفین کے درمیان معروف طرق سے واقف و آگاہ نہیں ہوتے۔

تیسرا باب:۔ یہ باب حقیقت اور شریعت کے لازم و ملزوم ہونے کو بیان کرتا ہے یعنی محققین کے نزدیک ان میں سے کسی ایک کا وجود دوسرے کے بغیر ناممکن ہے۔

چوتھا باب:۔ اس باب میں امام شعرانی نے بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے کہ علماء جب شریعت کے ذریعے اجتہاد مطلق کے درجہ کو حاصل کرتے ہیں تو وہ علم حقیقت تک بھی رسائی حاصل کر لیتے ہیں اور پھر وہ علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کے درجے تک پہنچ جاتے ہیں کیونکہ یہ نبی

کریم ﷺ کی وراثت ہے اور علماء ہی نبی کریم ﷺ کے حقیقی وارث ہیں۔

پانچواں باب:۔ اس باب میں علماء وصوفیہ کی کچھ مخصوص اصطلاحات کا تذکرہ ہے تاکہ لوگ انہیں سمجھ سکیں کیونکہ ان کو سمجھے بغیر اعتراض کرنا فضول اور کم علمی پر دلالت ہو گا، پھر اس باب میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ صوفیہ اصحاب عزیمت ہوتے ہیں اصحاب رخصت نہیں۔

چھٹا باب:۔ اس باب میں صوفیہ اور ان کے علوم کی تعریف و مدح کا بیان ہے بالخصوص شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ جن کو بلاد روم میں شیخ اکبر کہا جاتا ہے ان کے اقوال وغیرہ کا ذکر خیر ہے۔ اس باب میں ابن عربی کی طرف بعض منسوب ایسی باتوں کو حاسدین کی کارستانی قرار دیا گیا ہے جو بظاہر کتاب وسنت کے مخالف نظر آتی ہیں۔

ساتواں باب:۔ اس باب میں جو بعض فقہاء نے بعض صوفیہ پر اعتراضات کیے ہیں ان کا بیان اور وضاحت ہے اور جن فقہاء نے ظاہر شریعت کے خلاف اعمال و نظریات کی وجہ سے صوفیہ پر تنقید کی ہے انہیں عند اللہ مأجور اور معذور قرار دیا ہے۔ پھر بعض ایسے صوفیہ کا ذکر بھی ہے جن کو اس بنیاد پر اپنے علاقوں سے نکال بھی دیا گیا تھا۔

آٹھواں باب:۔ صوفیہ کی بعض رموز کا ذکر ہے جن کی کی عبارات ایسی رمزیہ ہیں جن کو بغیر کشف کے اور بغیر ان کے بتائے جاننا ممکن نہیں۔ اور پھر ان اسباب کا ذکر ہے جن کی وجہ سے لوگوں نے ان چیزوں کا انکار کیا حالانکہ انکار کرنے والے خود بھی ان باتوں کے قائل ہیں۔

نواں باب:۔ شیخ محی الدین ابن عربی اور دیگر صوفیہ کے بعض ایسے کلمات کی تاویلات اس باب میں مذکور ہیں جو ناقابل فہم ہیں اور شطحیات سے تعلق رکھتی ہیں۔

دسواں باب:۔ اس باب میں صوفیہ کی ایسی باتوں اور ایسے افعال پر عذر پیش کیا گیا ہے جو ناقابل فہم اور غیر معروف ہیں۔

خاتمہ: خاتمہ میں کچھ ایسے احوال کا ذکر ہے جن کی وجہ سے صوفیہ دیگر لوگوں سے منفرد اور ممتاز ہیں۔[37]

iii. الیواقیت والجواھر فی بیان عقائد الأکابر

امام شعرانی نے یہ کتاب اہل کشف اور اہل فکر کے عقائد کے حوالے سے لکھی ہے اور پھر ان دونوں کے عقائد کے درمیان موازنہ بھی کیا ہے۔ آپ نے خود اپنی کتاب کا تعارف یوں کروایا ہے:

"هذا كتاب آلفته في علم العقائد سميته باليواقيت والجواهر في بيان عقائد الأكابر حاولت فيه المطابقة بين عقائد أهل الكشف و عقائد أهل الفكر حسب طاقتي وذلك لأن المدار في العقائد على هاتين المذهبين، إذ الخلق كلهم قسمان : إما أهل نظر و استدلال و إما أهل كشف وعيان"[38]

یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کو میں نے علم العقائد کے حوالے سے تالیف کیا ہے اور اس کا نام "الیواقیت والجواھر فی بیان عقائد الاکابر" رکھا۔ اس میں میں نے اپنی استطاعت کے مطابق اہل کشف اور اہل فکر کے عقائد کے درمیان مطابقت کی کوشش کی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عقائد کا دارومدار انھیں دو مکاتب فکر پر ہے کیونکہ تمام کی تمام مخلوق (نظریاتی اعتبار سے) سے دو ہی قسموں پر مشتمل ہے یا تو وہ اہل کشف ہے (

اولیاء کرا م)ہیں یا پھر اہل فکر و نظر واستدلال ہیں۔ اہل کشف سے مراد صوفیہ ہیں جبکہ اہل فکر واستدلال سے مراد علماء شریعت ہیں۔

چونکہ مذکورہ دونوں قسم کے علماء کی عقائد کے حوالے سے کتابیں موجود ہیں اور ہر ایک نے اپنے اپنے عقائد اور دائرہ کار کو بیان کیا ہوا ہے تو امام شعرانی نے ان دونوں کے عقائد میں مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

کتاب میں بیان کردہ عقائد

ابتداء میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت ویکتائی، اس جہان کے حادث ہونے اور اپنی وسعت کے مطابق اللہ تعالیٰ کی معرفت کے وجوب کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے زمان وزمانیات اور مکان ومکانیات سے مبرا ہونے کا بیان ہے اور اس عقیدہ کا بیان ہے کہ وہی اول ہے وہی آخر ہے، وہی ظاہر ہے اور وہی باطن ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بدیع السموات والارض ہونے کا بیان ہے یعنی اس نے زمین وآسمان کو بغیر کسی مثال کے پیدا فرمایا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے "استواء علی العرش" کے معانی ومفاہیم کی وضاحت ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو کرسی اور لوح وقلم کو پیدا فرمایا اسکی وضاحت ہے۔

iv. كشف الغمه عن جميع الآمة

امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کا اصل میدان تصوف تھا مگر آپ تمام علوم وفنون پر دسترس رکھتے تھے۔ آپ کی یہ کتاب فقہ و حدیث کی جامع ہے کیونکہ اس میں آپ نے ان احادیث کو جمع کر دیا ہے جن سے ائمہ مجتہدین نے فقہی مسائل وجزئیات میں استدلال کیا ہے۔

اسلوب و منہج

اس کتاب کی ترتیب فقہی ابواب کے مطابق ہے اور اس میں آپ نے نادر اور وقیع ذخیرہ احادیث کو جمع کر دیا۔ ایک موضوع پر اتنی احادیث کو جمع کر دینا یہ آپ کا ہی کمال ہے۔

یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد میں تفصیلی مقدمہ اور بارہ فصلیں ہیں جن میں اخلاص، صدق نیت، اللہ کی رضا کے حصول کے لیے علم وعمل کے حصول کی اہمیت، علماء اور متعلمین کی فضیلت، علماء کی صحبت وتعظیم، حدیث سننے اور اسکی تبلیغ کرنے کے فضائل، ریاکاری سے اجتناب کے فضائل جیسے امور پر احادیث بیان کی گئی ہیں، اس کے بعد ایمان واسلام، طہارت وصلوۃ، زکوۃ وصیام، اعتکاف، حج وعمرہ، کھانے پینے کے مسائل اور طب سے تعلق رکھنے والی بارہ کتب ہیں جو کئی ابواب وفصول پر مشتمل ہیں۔ آخر میں فضیلت ذکر، فضیلت درود پاک، ترک درود پاک پر وعید، تسبیح وتہلیل اور استغفار سے متعلق ابواب ہیں۔

دوسری جلد 22 کتب پر مشتمل ہے۔ ہر کتاب میں متعدد ابواب وفصول ہیں، جن میں بیع، وصیت، فرائض، نکاح، طلاق، خلع، رجوع، ایلاء، لعان، رضاعت، نفقات، دیت، حدود اور سرقہ وغیرہ کے احکامات کا بیان ہے۔ اسی طرح آداب مجلس، اصلاح بین الناس، استیذان، عیادت، آداب مجلس، تواضع، زہد، حساب وکتاب، حشر ونشر، جنت ودوزخ اور رحمت الٰہی کی وسعت کے متعلق احادیث ہیں۔

امام شعرانی کا اسلوب یہ ہے کہ اختصار کے پیش نظر اسناد کو حذف کر دیا ہے اور صرف احادیث کے متون پر اکتفاء کیا ہے۔ اور چونکہ

ان احادیث سے ائمہ مجتھدین نے استدلال کیا ہے لہذا ائمہ کا استدلال کرنا صحت حدیث کی قوی دلیل ہے خواہ محدثین ان پر جرح و تنقید ہی کیوں نہ کریں[39]۔ اگرچہ یہ فقہ و حدیث پر مبنی کتاب ہے مگر امام شعرانی نے ضمناً مختلف مباحث میں ایسے دلائل بھی بیان کیے ہیں جو نبی کریم ﷺ کی عظمت اور خصائص کو بیان کرتے ہیں۔ مثلاً کتاب النکاح کے آغاز میں ایک اصول بیان فرمایا ہے:

"اعلم أن كل ما مال إلى تعظيم رسول اللهﷺ لا ينبغي لأحد البحث فيه ولا المطالبة بدليل خاص فيه فإن ذلك سؤ ادب فقل ما شئت في رسول اللهﷺ فی سبيل المدح ولا حرج "[40]

خوب جان لو کہ ہر وہ معاملہ جو نبی کریم ﷺ کی تعظیم و توقیر کے ساتھ تعلق رکھتا ہو تو کسی کو بھی اس کے بارے میں بحث مباحثہ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ سوءادب ہے اور نبی کریم ﷺ کی مدح و تعریف کے بارے میں جو چاہو کہو۔

نبی کریم ﷺ کے تشریعی اختیارات کو بھی بیان فرمایا، حیات النبی ﷺ کے حوالے سے گفتگو کی ہے۔ المختصر یہ کتاب اپنے موضوع کے حوالے سے نہایت جامع اور مفید ہے۔

۷. الانوار القدسیه فی معرفة القواعد الصوفية

اس کتاب میں امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے مرید کامل کے آداب کو بیان کیا ہے۔ یہ کتاب ایک مقدمہ، تین ابواب اور خاتمۃ الکتاب پر مشتمل ہے۔[41]

پہلا باب:۔ آداب مریدین پر مشتمل ہے۔

دوسرا باب:۔ شیخ کی صفات اورآداب کے بارے میں ہے۔

تیسرا باب:۔ پیر بھائیوں کے آداب یعنی ایک دوسرے کے حوالے سے ان کے آداب کیا ہیں انہیں بیان کرتا ہے۔

خاتمۃ الکتاب:۔ مرید اور شیخ میں سے ہر ایک کے آداب اور شرائط عامہ کے بیان پر مشتمل ہے۔

امام شعرانی نے اپنی اس کتاب کو آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور اولیاء کرام کے اقوال سے مزین کر کے تصوف کا ایک خوبصورت گلدستہ بنایا ہے جس سے ہر مسلمان کو استفادہ کرنے کی ضرورت ہے۔

سببِ تالیف

امام شعرانی فرماتے ہیں: اس کی تالیف کا سبب اپنی ذات اور اپنے بھائیوں کی خیر خواہی ہے کہ ہم نے مشائخ کا لباس پہن رکھا ہے اور ہم ان کے ظاہری طریقہ پر چلتے ہیں اور ہم میں سے ہر ایک کا خیال ہے کہ وہ مشائخ طریقت میں سے ہے۔ میں نے اس رسالہ کو میزان (ترازو) کی طرح بنایا جس میں سچے اور جھوٹے کا وزن کیا جاتا ہے۔ پس جس کا حال اس کتاب کے مضامین کے مطابق ہو اسے اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا چاہیے ورنہ وہ اپنے جھوٹے دعوؤں سے طلب مغفرت کرے۔

کتاب کے مقدمہ میں تین اہم ترین باتیں شامل ہیں۔

1. صوفیہ کے عقائد جو عقائد اہل سنت کے مطابق ہیں۔
2. تلقین ذکر کے سلسلے میں صوفیہ کی سند اور تمام آداب کا ذکر۔
3. مریدین کو خرقہ پہنانے کے سلسلہ میں ان کی سند۔

1. صوفیہ کے عقائد میں عقیدہ توحید باری تعالیٰ کو مدلل اور جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے اس کے بعد عقیدہ رسالت اور تیسرا اہم عقیدہ، عقیدہ ضروریات دین کا بیان ہے۔

2. **تلقین ذکر کے سلسلے میں صوفیہ کی سند**

اس میں صوفیہ کرام نے مریدین کو کلمہ "لا الہ الا اللہ" کی جو تلقین کی ہے اس کی سند، آداب ذکر میں مشائخ نے جو کچھ فرمایا، تلقین اعزاز، ذکر سے تعلق رکھنے والے فوائد کا بیان ہے۔

اجتماعی ذکر کی دلیل، انفرادی ذکر کی دلیل، ذکر کا طریقہ، طریقت میں پوشیدگی اور اسرار کو ذکر کیا ہے اور اس پر حدیث طیبہ سے دلیل بیان کی گئی ہے۔

3. **مریدین کو خرقہ پہنانے کے سلسلہ میں ان کی سند**

اس میں دلائل کے ساتھ اسلاف کی طرف سے مریدین کو خرقہ پہنانے کا ثبوت اور پھر اس پر سند عطا کرنے کا ثبوت بھی ہے۔اس میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات اور خرقہ پوشی کا بھی ذکر ہے۔

اور آخر میں امام عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ محمود شناوی رحمۃ اللہ علیہ سے جو تلقین حاصل کی اس کا بھی ذکر کیا ہے اور اس بات کا بھی ذکر ہے کہ امام صاحب کو شیخ محمود شناوی رحمۃ اللہ علیہ سے خرقہ خلافت پہنایا گیا۔اس حوالے سے یہ کتاب صوفیہ کا جو اپنے مریدین کی تربیت کا طریقہ ہے اسکی تمام تفصیلات کا احاطہ کرتی ہے اور سالک کے لیے بہت نافع اور مفید کتاب ہے۔اس کتاب کا اردو ترجمہ علامہ محمد صدیق ہزاروی جامعہ نظامیہ لاہور نے کیا ہے۔

ان کتب کے علاوہ امام شعرانی نے قرآن وسنت، فقہ، تصوف، اصول وعقائد، فضائل وسیر اور علمِ نحو کے حوالے سے کتب تصنیف کی ہیں جن کی تفصیلات درج ذیل ہیں:

قرآن وسنت کے متعلق کُتب

- علامات الخذلان على من لم يعمل بالقرآن
- لواقح الأنوار القدسية فی بيان العهود المحمديةﷺ
- البدر المُنير فی غريب احاديث البشير النذير ﷺ

فقہ کے متعلق کتب

- كشف الغمة عن جميع الأُمة
- المنهج المبین فی بیان ادلة المجتهدين
- الاقتباس فی علم القیاس
- المیزان الکُبریٰ الشعرانية المدخلة لجمیع اقوال الائمة المجتهدين و مقلديهم فی الشريعة المحمدیة ﷺ

تصوف کے متعلق کُتب

- الاجوبة المرضية عن ائمة الفقہاء والصوفية
- الاخلاق الذكية والعلوم اللدنية
- الاخلاق المتبولية المفاضة من الحضرة المحمدیةﷺ
- الانوار القدسية فی معرفة آداب العبودية
- البحر المورود فی المواثيق والعهود
- البروق الخواطف
- الجوهر المصؤن والسر المرقوم فيما تنتجه الخلوة من الأسرار والعلوم
- الجواهر والدرر
- تنبيه الأغبياء علي قطرة من بحر علوم الأولياء
- تنبيه المغترين في القرن العاشر علي ما خالفوا فيه سلفهم الطاهر
- حقوق أخوة الاسلام
- حد الحسام علي من أوجب العمل بالإلهام
- الدرر واللمع في الصدق والورع
- ردع الفقراء عن دعوة الولاية الكبري
- إرشاد المغفلين من الفقهاء والفقراء إلى شروط صحبة الأمراء
- السر المرقوم فيما اختص به اهل الله من العلوم
- سر المسير و التزود ليوم المسير
- التتبع والفحص على حكم الالهام اذا خالف النص
- طبقات الصوفية
- الطبقات الكبري
- طهارة الجسم والفؤاد من سوء الظن بالله تعالي والعباد
- الفتح المبين في ذكر جملة من أسرار الدين
- القول المبين في بيان آداب الطالبين
- القول المبين في الرد علي الشيخ محي الدين رحمه الله

- القواعد الكشفية الموضحات المعاني الصفات الإلهية
- لوامح الأنوار القدسية المنتخب من الفتوحات المكية
- لطائف المنن والأخلاق
- لواقح الأنوار في طبقات السادة الأخيار
- النور الفارق بين المريد الصادق و غير الصادق
- المنهج المبين في اخلاق العارفين
- هادي الحائرين إلى رسوم أخلاق العارفين
- منهج الصدق والتحقيق في تفليس غالب المدعين للطريق
- الكبريت الأحمر في علوم الشيخ الأكبر رحمة الله عليه

اصول وعقائد کے متعلق کُتب

- منهاج الوصول إلى علم الأصول
- الطراز الأبهج على خطبة المنهج
- مختصر المدونه في فروع المالكية
- شرح جمع الجوامع للسبكي في الفروع
- منع الموانع
- مختصر قواعد الزركشي
- فرائد القلائد في علم العقائد
- اليواقيت والجواهر في بيان عقائد الأكابر
- كشف الحجاب والرأن عن وجه اسئلة الجان
- درر الغواص في فتاوي سيد علي خواص رحمه

فضائل وسیر اور نحو کے متعلق کُتب

- الطبقات الکُبریٰ
- طبقات الصوفية
- فتح الوہاب فی فضائل الآل والاصحاب
- مختصر الافية لابن مالک فی النحو
- المقدمة النحوية فی علوم العربية

ان تمام تصانیف سے علامہ شعرانی کا علمی مقام و مرتبہ واضح ہو تا ہے۔ علامہ صاحب کو تمام علوم پر عبور حاصل تھا یہ فہرست اس بات کا بیّن ثبوت ہے کیونکہ اس میں قرآن و سنت، فقہ، تصوف، اصول، عقائد، نحو اور فضائل و سیر جیسے متفرق اور متنوع موضوعات ہیں جن پر علامہ صاحب نے جامع اور مدلل تصانیف چھوڑی ہیں جو آنے والے لوگوں کیلئے علم و آگہی کا ایک خزانہ ہے۔

مصادرو مراجع

[1]-البابانی ، إسماعيل بن محمد، هدية العارفين أسماء المؤلفين وآثار المصنفين، استنبول: طبع بعناية وكالة المعارف الجليلة في مطبعتها البهية، 1951، 641/1

[2]- مجمع اللغة العربية بالقاهرة،المعجم الوسيط، القاہرہ :دار الدعوة، س ن 1 /484

[3]-الزَّبيدي مرتضى ، محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسيني، أبو الفيض، تاج العروس من جواهر القاموس،دار الهداية، س ن 201/12

[4]- عزالدين ابن الأثير، أبو الحسن علي بن أبي الكرم محمد بن محمد الشيباني الجزري،اللباب في تهذيب الأنساب، بيروت :دار صادر ،س ن ،199/2

[5]. الكتاني ،أبو عبد الله محمد بن أبي الفيض،الرسالة المستطرفة لبيان مشهور كتب السنة المشرفة،دار البشائر الإسلامية،1421ھ192

[6]. ادوارد كرنيليوس فانديك، اكتفاء القنوع بما هو مطبوع، أشهر التآليف العربية في المطابع الشرقية والغربية، مصر: مطبعة التأليف الهلال ،1313 ھ 498

[7]. كحالة الدمشق ،عمر بن رضا بن محمد راغب بن عبد الغني ، معجم المؤلفين، بيروت :مكتبة المثنى ،دار إحياء التراث العربي ،س ن ج218/6

[8]الزركلي ،خير الدين بن محمود بن محمد بن علي بن فارس، الأعلام، أيار: دار العلم للملايين، مايو 2002 م، 179/1

[9]. الشعرانی ، عبدالوہاب ، لطائف المنن والاخلاق، دمشق: دارالتقویٰ للطباعة والنشروالتوزیع، 2004م، 16

[10] الشعرانی ، عبدالوہاب ، لطائف المنن والاخلاق، 7

[11]سركيس، يوسف بن إليان بن موسى، معجم المطبوعات العربية والمعربة، مصر:مطبعة سركيس 1346ھ، 1129،1130/2

[12] . ایضاً : 165/1

[13] الزركلي، خير الدين بن محمود بن محمد بن علي بن فارس، الاعلام، 286/4

[14]. كحالة الدمشق، عمر بن رضا بن محمد راغب بن عبد الغني، معجم المؤلفين، 136/7

[15].الشعرانی ، عبدالوہاب ، الاجو بة المرضية عن ائمة الفقهاء والصو فية، 27

[16]ایضاً : 27

[17]. الشعرانی ، عبدالوہاب ، الاجو بة المرضية عن ائمة الفقهاء والصو فية، 27

[18]الشعرانی ، عبدالوہاب ، الاجو بة المرضية عن ائمة الفقهاء والصو فية ،28

[19] . ایضاً : 28

[20] . الشعرانی ، عبدالوہاب ، لطائف المنن والاخلاق، 89

[21] . الشعرانی ، عبدالوہاب، لطائف المنن والاخلاق، 92، 91

[22] ـ ماخوذ من الاجوبة المرضية عن ائمة الفقهاء والصوفية، 157

[23] ـ ایضاً : 157

[24]- الشعراني، عبدالوهاب، لواقع الأنوار القدسية في العهود المحمديه، حلب: دار القلم العربی ، 1413ھ، 3

[25]- ایضاً : 3

[26] - الشعرانی، عبدالوہاب، الاجوبة المرضية عن ائمة الفقهاء والصوفية، 41

[27] - ایضاً : 41

[28] - ایضاً : 42

[29] - یہ تفصیلات "الاجوبة المرضية عن ائمة الفقهاء والصوفية" کے مقدمہ سے ماخوذ ہیں جو صفحہ نمبر 40 سے 50 تک میں ہیں۔

[30] - الشعرانی، عبدالوہاب، الاجوبة المرضية عن ائمة الفقهاء والصوفية، 68

[31] - ایضاً : 69

[32] - ایضاً : 69

[33] - ایضاً : 69

[34] - الشعرانی، عبدالوہاب، الاجوبة المرضية عن ائمة الفقهاء والصوفية، 70

[35]- ایضاً : ملخصاً 78-153

[36]- ایضاً : ملخصاً: 72-76

[37] - الشعرانی، عبدالوہاب، الاجوبة المرضية عن ائمة الفقهاء والصوفية ملخصاً: 72-76

[38]- الشعراني ، عبد الوهاب ، اليواقيت والجواهر ،بیروت: دار احیاء التراث العربی، س۔ ن، 7

[39]- الشعرانی، عبدالوہاب، کشف الغمه عن جميع الامة، دمشق: دارالتقویٰ، 2008ء، 39/1

[40]- ایضاً : 116/2

[41] - الشعراني، عبدالوهاب،الانوار القدسيه فی معرفة القواعد الصوفية، ملخصاً: بیروت: دار المعرفة، 1988ھ، 9
(archive.com پر PDF میں مکمل نسخہ موجود ہے)